# مالی معاملات میں عقدِ صیانۃ فقہ اسلامی کی روشنی میں: ایک تعارفی جائزہ

# Contract of Maintenance (’Aqdi Ṣiyānah) in Economic Affair in the light of Islamic jurisprudence: An Introductory Review

**Muhammad Arif**
Teaching assistant, Department of Islamic & Religious Studies,
Hazara University
Email: arif.hu1981@yahoo.com

**Dr. Faisal Iqbal**
HM GMS, Chak Pansial, Darband, Mansehra
Email: faisaliqbal829@gmail.com

**Muhammad Ali Sheikh**
Lecturer Islamic Studies, Shaikh Ayaz University Shikarpur.
Email: mali.shaikh@salu.edu.pk

*ISSN (P):2708-6577*
*ISSN (E):2709-6157*

**Abstract**

*Allah Subḥānhū wa Ta’āla has showered special blessings on Muḥmmad Ṣallallāhu ’Alayhi Wa Sallam and his followers (ummah). In this are the characteristics of the perfection and completion of Dīn. Islām is such a perfect and making perfect (Dīn) from every perspective that it provides perpetual guidance and in the presence of such Dīn no other Dīn is required. It guides believers in every walk of life till doomsday. Dīn Islām has provided such principles in the Qurān and Sunnah that in their light Scholars and Jurists deduce solutions problems appearing in future. With the passage of time as science and technology is advancing humans’ economic and cultural life also changes. New methods of selling and buying and other affairs are emerging. One type is contract maintenance in economic affairs. In it, the parties agree on the security or maintenance of machines or other things individually or collectively. “In this article, the nature and types of Sharī’ah commands in the contemporary maintenance contract will be discussed and elaborated.*

**Keywords:** *Contract of Maintenance, Economic Affair, Sharī’ah.*

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ اور آپ کی امت کو خصوصی انعامات سے نوازا ہے ان میں اکمال دین اور اتمام دین کی خصوصیات ہیں۔ دینِ اسلام ہر جہت اور ہر لحاظ سے ایسا کامل و مکمل ہے کہ اب اس کے بعد کسی اور دین کی ضرورت نہیں۔ یہ اپنے پیروں کاروں کی قیامت تک ہر شعبہ میں راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ دین اسلام نے قرآن و سنت میں ایسے اصول وضوابط فراہم کردیے ہیں کہ اصول واجتہاد کی روشنی میں آئمہ و مجتہدین پیش آمدہ مسائل کا حل بیان کرتے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جیسے جیسے سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی ہوتی جارہی ہے انسانی بود وباش، معاملات میں بھی تبدیلی ہورہی ہے۔ خرید وفروخت اور دیگر معاملات کی نئی نئی صورتیں سامنے آرہی ہیں۔ اس کی

ایک صورت مالی معاملات میں عقد صیانۃ ہے یعنی فریقین کا کسی بھی مشینری یا اشیاء کی حفاظت اور مرمت وغیرہ کے لیے اجتماعی یا انفرادی طور پر معاملہ کرنا۔ زیرِ نظر آرٹیکل میں مالی معاملہ کی ایک جدید صورت عقد صیانۃ کی تعریف، اقسام اور شرعی حکم پر تحقیق کی گئی ہے۔

## صیانۃ کی لغوی تعریف:

صیانۃ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے لغوی معنی کسی شئ کی حفاظت کرنا اور اسے محفوظ رکھنے کے ہیں۔ لسان العرب میں ہے: "الصون: أن تقي شيئا أو ثوبا، وصان الشيء صونا وصيانة وصيانا. يقال: صنت الشيء أصونه "[1] کتاب العین میں ہے: "الصون: ان تقی شیئًا مما یفسده"[2] "صون کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو ان اشیاء سے بچانا جو اسے خراب کرنے والی ہوں۔" المنجد میں ہے: "صیانة یصونه صونا و صیانًا وصیانة"[3] بمعنی حفاظت کرنا جیسے صیان الثوب او العرض من العیب کپڑے اور آبرو کو عیب لگانے والی چیزوں سے محفوظ رکھنا۔

## اصطلاحی تعریف:

عقد صیانۃ چونکہ ایک جدید قسم کا عقد ہے۔ اس لیے فقہ کی روایتی کتب میں اس کی تعریف نہیں ملتی البتہ معاصر علمائے کرام نے اس کی اصطلاحی تعریفات اور اس سے متعلق اپنی آراء ذکر فرمائی ہیں۔

ڈاکٹر یوسف قاسم صاحب اس کی تعریف کرتے ہوئے یوں تحریر کرتے ہیں: "هو عقد بین طرفین بمقتضاه یقوم احدهما بصیانة آلةٍ من الآلات وفی نظیر ذالک یلتزم الطرف الاخر بدفع الأجرة المحدودة له بینهما"[4] "یہ ایک ایسا عقد ہے جو طرفین سے اس طریقہ پر کیا جاتا ہے کہ ان میں سے ایک فریق کسی آلے کی حفاظت و مرمت کا کام سرانجام دیتا ہے اور دوسرا فریق اس کے عوض ایک مقررہ اجرت دینے کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔"

ڈاکٹر صدیق الضریر اس کی تعریف کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں: عقد الصیانة عقد یتعهد بمقتضاه احد المتعاقدین بصیانة شئ لقاء اجر یتعهد به المتعاقد الاخر"[5] عقد صیانۃ ایسا عقد ہے جس کے مقتضٰی کے طور پر ایک فریق کسی چیز کی حفاظت و مرمت کی ذمہ داری لیتا ہے اور دوسرا فریق ایک مقررہ اجرت دیتا ہے۔"

ان کے علاوہ دیگر معاصر فقہاء کرام نے بھی عقد صیانۃ کی تعریفات ذکر فرمائی ہیں لیکن ان سب تعریفات کا حاصل یہ ہے کہ عقد الصیانۃ ایک ایسا عقد ہے کہ جس میں کوئی شخص یا ادارہ کسی کمپنی سے یہ معاہدہ (Agreement) کرتا ہے کہ ہمارے پاس یہ گاڑی یا مشنری وغیرہ موجود ہے اتنے عرصے میں اس کے اندر جو بھی خرابی ہوئی اس کو دور کرنا آپ کی ذمہ داری ہو گی اور اس کے بدلے میں اتنی متعین رقم آپ کو دوں گا۔

ڈاکٹر منذر قحف یوں لکھتے ہیں: "هو یشتمل أساسًا العمل الذی یقوم به الصائن أو من ینوب عند الاعادة الشئ إلى عهده الانتاجی المعتاد، کلما طرأ علیه تغیر کلئ او جزئی (علی احد اجزاء الشئ) یوقف عمله کلیًا أو جزئیًا أو یقلل من جودته أوانتاجیته المعتاده"[6] "عقد صیانۃ بنیادی طور پر ایک ایسے عمل پر مشتمل ہے جس میں صائن یا اس کا قائم مقام کسی چیز کو اُس کی معتدل کیفیت پر لانے کی ذمہ داری لیتا ہے کہ جب بھی اس پر کلی یا جزی خرابی واقع ہو، یا ایسا نقص آجائے جو اس چیز کی عمدگی کو یا اس کی متداول پیداوار کو متاثر کرے تو وہ اسے دور کرے گا۔"

عقدِ صیانۃ کا تعارف: (Introduction of Maintenance Contract)

عقدِ صیانت عقد کی ایک جدید صورت ہے جس پر عقود کے احکام منطبق ہوتے ہیں اگرچہ یہ موجودہ زمانہ میں رائج ہوا ہے بعینہٖ عقد کی مروجہ یہ صورت ماضی میں موجود نہ تھی اسی لیے فقہ اسلامی کی روایتی کتب میں اس کا نام اور تعریفات نہیں ملتیں۔

عقد صیانت کی صورتوں کے اختلاف کے ساتھ اس کے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں۔ کیوں کہ درحقیقت یہ ایک عقد معاوضہ ہوتا ہے جس میں ایک فریق دوسرے فریق سے مختلف اشیاء کی نگرانی، مرمت اور صفائی وغیرہ کے سلسلے میں طے شدہ عوض پر معاہدہ اور معاملہ کرتا ہے۔ اس عقد کی رو سے ایک فریق مقررہ مدت کے لیے مقررہ عوض کے بالمقابل جس مشین یا آلہ کی مقررہ وقت کے وقفے میں یا عندالطلب جانچ اور سروس کا ذمہ لیتا ہے۔ اس عمل کو سروس کنٹریکٹ (Service Contract) سروس ایگریمنٹ (Service Agreement) مینٹنینس اگریمنٹ (Maintenance Agreement) یا ایکسٹنڈڈ وارنٹی (Extended Warranty) وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اسی سے ملتی جلتی عقد صیانۃ کی ایک شکل اور بھی ہے جسے وارنٹی (Warranty) سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس صورت میں بائع یا کمپنی کسی سامان کے سلسلے میں یہ وعدہ کرتی ہے کہ متعینہ مدت کے اندر سامان میں کسی متعین خرابی کے پیدا ہونے کی صورت میں وہ بلا کسی معاوضہ کے اس خرابی کو دور کریں گے یا تبدیل کر کے دیں گے۔ یہ صورت محض وعدہ کی ہوتی ہے اور اس میں کوئی معاہدہ اور معاملہ نہیں پایا جاتا۔

عقدِ صیانۃ کی اقسام: (Kinds of Maintenance Contract)

بادی النظر میں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ عقدِ صیانۃ کو کون سے عقد میں شامل کیا جائے۔ خاص طور پر اُس وقت جب اس کی مختلف اور پیچیدہ صورتیں سامنے آچکی ہوں لیکن اس سے متعلق تفصیلی مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر اس عقد کی دو قسمیں ہیں:

1. عقدِ صیانۃ منفرد ہو، کسی اور عقد کے اندر یا اُس کے ساتھ مشروط نہ ہو۔
2. عقدِ صیانۃ کسی اور عقد کے ساتھ مشروط یا اُس کے اندر ضم نہ ہو۔

**قسم اول:** قسم اول میں یہ عقد اجارہ کے حکم میں آئے گا، البتہ اس کی مزید تین صورتیں بھی ہیں، جس کی وجہ سے اجارہ کی مختلف صورتیں وجود میں آتی ہیں۔

(1) صائن (Maintainer) صرف اور صرف کام کرے، اس میں کسی قسم کا سامان وغیرہ لگانے کی ضرورت نہ ہو۔ یہ عقدِ صیانۃ کی سادہ ترین صورت ہے۔ اس میں صائن یا اُس کا نائب صرف مشنری وغیرہ کی مرمت، صفائی ستھرائی اور اصلاح کا کام کرتا ہے۔ کسی سامان کے لگانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی یا اگر کچھ معمولی سا سامان لگانا بھی پڑتا ہے تو عادتاً اس کا حساب نہیں کیا جاتا، یہ صورت "اجارۃ الاشخاص" میں شامل ہے، جس میں صائن اجیر (مزدور) کی حیثیت میں کام کرتا ہے۔

"اجیر" کی دو قسمیں ہیں:

1۔ اجیر مشترک 2۔ اجیر خاص

**1۔ اجیر مشترک:** اجیر اگر کسی متعین عمل کی اجرت وصول کرتا ہے اور کسی متعین شخص کے لیے کام نہیں کرتا بلکہ معاشرے کے مختلف لوگوں کے لیے اپنی خدمات سرانجام دیتا ہے تو وہ "اجیر مشترک" ہو گا۔ جیسے دھوبی اور حجام وغیرہ۔

**2۔اجیر خاص:** اجیر اگر کسی متعین مدت میں کسی مخصوص شخص کی خدمت کے بدلے اجرت وصول کرتا ہے تو اُس مخصوص وقت میں کسی اور شخص کے کام نہیں کرتا تو وہ اجیر خاص ہے۔ جیسے گھروں میں کام کاج کے لیے نوکر یا کسی ادارے کے ملازمین وغیرہ۔[7]

عقد الصیانۃ کی اس قسم میں صائن کبھی اجیر مشترک اور کبھی اجیر خاص کے طور پر اپنی خدمات سرانجام دیتا ہے مثلاً اگر کوئی ورکشاپ سب لوگوں کے لیے خدمات سرانجام دے رہی ہے اور ان کے عمل کے حساب سے اجرت وصول کرتی ہے تو اس صورت میں یہ "اجیر مشترک" ہے اور اگر کسی فرد یا ادارے کے لیے ہی اس میں کام کیا جاتا ہو جیسے فیکٹریوں والے کوئی ورکشاپ خود بنا لیتے ہیں یا کسی ورکشاپ سے معاہدہ کرتے ہیں کہ وہ اسی فیکٹری ہی کی مشنریوں اور گاڑیوں وغیرہ کی مرمت کرے گی اس کے عوض انھیں ماہانہ یا سالانہ اتنی اجرت ملے گی اس صورت میں صائن "اجیر خاص" ہو گا۔ صائن اگر اجیر مشترک ہو تو اس وقت معقود علیہ "عمل" ہے یعنی عمل کے عوض اجرت دی جائے گی اور اگر اجیر خاص ہو تو اس وقت معقود علیہ منفعت ہے یا وہ مخصوص وقت ہے جس کے لیے یہ عقد کیا گیا ہے۔

(2) صائن (Maintainer) کام کرے اور مطلوبہ سامان مالک فراہم کرے۔

یہ دوسری صورت بھی اپنی حقیقت کے اعتبار سے پہلی صورت میں داخل ہے اور اس پر بھی اجارہ کے احکام صادر ہوں گے البتہ ان دونوں میں معمولی سا فرق یہ ہے کہ مالک جو سامان صائن کو فراہم کرے گا وہ اس کے پاس امانت ہو گا اگر اس کی غفلت اور کوتاہی کے بغیر وہ سامان ضائع ہو گیا تو صائن ضامن نہیں ہو گا اور اگر اس کی غفلت اور کوتاہی وغیرہ سے ضائع ہوا تو اس صورت میں صائن سامان کی قیمت یا سامان کی ادائیگی کا ذمہ دار ہو گا۔

(3) صائن (Maintainer) کام بھی کرے اور مطلوبہ سامان بھی اپنی طرف سے لگائے۔

اس تیسری صورت میں صائن نہ صرف کام کرتا ہے بلکہ مرمت وغیرہ کے لیے مطلوبہ سامان بھی اپنی طرف سے لگاتا ہے، یہ صورت بھی اجارہ میں داخل ہے۔ البتہ اس کی دو صورتیں بن جاتی ہیں۔

1۔ عقد صیانہ ہی کیا جائے اور اس میں دی گئی اجرت مرمت کے کام اور زائد پرزوں دونوں کے لیے ہو کیوں کہ اس میں صائن مرمت بھی کرتا ہے اور زائد سامان بھی اپنی طرف سے فراہم کرتا ہے اور یہ سامان مفت فراہم بھی نہیں کرتا بلکہ اس سامان کی قیمت الگ سے مالک سے وصول کرتا ہے گویا وہ مرمت کی اجرت بھی اور سامان الگ سے مالک پر بیچ کر قیمت وصول کرتا ہے تو اس طرح گویا "ایک عقد میں دو معاملات" پائے جاتے ہیں۔

اس صورت پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ احادیثِ مبارکہ میں "صفقتان فی صفقۃ" یعنی ایک عقد میں دو معاملات میں منع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کی مشہور حدیث ہے: "نھیٰ رسول اللہ ﷺ عن صفقتین فی صفقۃ"[8] "رسول اللہ ﷺ نے ایک عقد میں دو معاملات کرنے سے منع فرمایا ہے۔"

اعتراض کے جواب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کا ضابطہ و قانون یہ ہے کہ ایک عقد میں دو معاملات پائے جانے کی ممانعت اُس وقت ہے جب ایک معاملہ دوسرے معاملے کے ساتھ مشروط کیا گیا ہو، مثلاً کوئی شخص اس طرح کہے کہ میں نے تم سے فلاں مشنری یا گاڑی وغیرہ اس شرط پر خرید تا ہوں کہ تم مجھ سے یہ مشنری اور گاڑی کرایے پر بھی حاصل کرو گے، لیکن اگر دو معاملات آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مشروط نہ ہوں بلکہ دونوں فریقین میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ دوسرا معاملہ کرنے میں آزاد ہو تو پھر یہ عقد ناجائز نہیں اور حدیثِ مبارکہ کے منافی بھی نہیں۔

شریعتِ اسلامیہ کے ضابطے اور قانون کی روشنی میں اس اعتراض کا جواب یہ ہو گا کہ اگر عقدِ صیانۃ میں دونوں عقد (بیع اور اجارہ) ایک دوسرے کے ساتھ مشروط نہیں تو پھر یہ صورت جائز ہے اور اگر مشروط ہوں تو پھر یہ عقد جائز نہیں ہو گا۔

2۔ عقدِ صیانۃ کی تیسری صورت کی جو دو قسمیں تھیں تو ان دو میں سے دوسری کی جائز صورت یہ ہو گی کہ ایک عقد دوسرے کے ساتھ نہ ہو بلکہ الگ ہو اور کام کرنے والا شخص (صاحب العمل) صائن کو عمل کے وقت الگ عقد کے ذریعے مطلوبہ اشیاء بازار سے خریدنے کا وکیل بنادے۔

**قسم دوئم:** عقدِ صیانۃ کسی اور عقد کے ساتھ مشروط یا اس کے اندر ضم ہو تنہا نہ ہو اس کی بھی عام طور پر دو صورتیں ہوتی ہیں۔

1۔ بیع اور صیانۃ

2۔ اجارہ اور صیانۃ

**(1) بیع اور صیانۃ:** بعض اوقات کوئی شخص کسی دکان دار سے نئی یا استعمال شدہ چیز خرید تا ہے اور خریدنے کے دوران یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ اگر اتنے عرصے تک اس چیز میں کوئی خرابی واقع ہو گی تو اس کے صحیح اور مرمت کرنے کی ذمہ داری دکان دار پر ہو گی، اس قسم کی شرط لگانا امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں بلا کراہت جائز ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں بھی عرف کی وجہ سے اس قسم کی شرط کی لگانے کی گنجائش ہے تو گویا بیع اور صیانۃ جمع ہونے کی یہ صورت جائز ہے۔

**(2) اجارہ اور صیانۃ:** دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص یا ادارے سے کوئی چیز اجارہ پر حاصل کی گئی ہو اور ساتھ یہ شرط بھی لگادی گئی ہو کہ مدتِ اجارہ میں اس چیز کے اندر جو بھی خرابی پیدا ہو گی اُسے دور کرنے کی ذمہ داری اجرت پر دینے والے کے ذمہ ہو گی۔

اس مذکورہ دوسری صورت پر جائز اور ناجائز کا حکم لگانے سے قبل یہ جان لینا ضروری ہے کہ شریعت کا اصول یہ ہے کہ متاجرہ چیز کے استعمال کی وجہ سے اگر کسی صیانۃ کی ضرورت ہو تو وہ متاجر (اجرت پر لینے والا) کے ذمہ ہوتی ہے جیسے "صیانۃ عادیۃ" کہتے ہیں جیسے چھوٹی موٹی خرابی کا ازالہ وغیرہ لیکن وہ صیانۃ جس کا تعلق متاجرہ چیز کے مالک ہونے سے ہے تو اُس کا ازالہ مؤجر کے ذمہ ہوتا ہے اُسے "صیانۃ اساسیۃ" کہتے ہیں جیسے حادثے میں جزوی یا کلی طور پر تباہ ہونے والی گاڑی کی مرمت۔

مندرجہ بالا تمہید کی روشنی میں مذکورہ صورت کا حکم یہ ہے کہ چوں کہ اس میں ہر قسم کی خرابی کا ازالہ مؤجر کے ذمہ ہے، اس لیے یہ درست نہیں۔ البتہ اگر مذکورہ تفصیل کا خیال رکھا جائے تو اس کی گنجائش ہے لیکن اس صورت میں بھی یہ شرط لگانا جائز نہیں متاجر صیانۃ عادیۃ مؤجر ہی سے کرائے گا کیوں کہ اگر عقد کے اندر یہ شرط لگائی تو صفقتان فی صفقۃ کی خرابی پیدا ہو جائے گی جو کہ شرعاً جائز نہیں۔ اگر عقد میں یہ شرط نہ لگائی جائے تو اگرچہ بعد میں وہ مؤجر ہی سے "صیانۃ" کا عقد کرے تو اس کی گنجائش ہے۔

عقدِ صیانۃ کا شرعی حکم:

عقدِ صیانۃ چوں کہ عقد کی ایک جدید صورت ہے جس پر عقود کے احکام منطبق ہوتے ہیں اگرچہ پہلے ادوار میں اس کا وجود نہیں تھا اس لیے اس کا صراحتاً حکم قرآن و سنت یا قدیم کتبِ فقہ کے ذخائر سے ملنا مشکل ہے البتہ قرآن و سنت کے اصولوں، فقہی قواعد و ضوابط کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس عقد کا شرعی حکم معلوم کیا جاسکتا ہے، اور اس کی صورتوں کے اختلاف کے ساتھ اس کے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں۔ ذیل میں اس کی صورتوں کو ذکر کر کے اس کا حکم علی الترتیب ذکر کیا جاتا ہے۔

**پہلی صورت:** پہلی صورت یہ ہے کہ عقدِ صیانۃ کی فقہی تطبیق کیا ہو گی؟ اس کو عقدِ جعالہ، عقدَ اجارہ، عقدِ استصناع اور معادلہ میں سے کسی پر منطبق کیا جا سکتا ہے یا اس کو ایک مستقل عقد سمجھا جائے؟ اگر اس کو مستقل عقد مانا جائے تو جائز ہو گا یا نا جائز؟

**حکم:** عقدِ صیانۃ ایک مستقل عقد ہے اور اس کو علی الاطلاق کسی عقدِ جعالہ، عقدَ اجارہ، عقدِ استصناع اور معادلہ وغیرہ کے تحت داخل کرنا مشکل ہے کیوں کہ اس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں اور ہر صورت میں حکم یکساں نہیں ہو گا بلکہ مختلف ہو گا۔

مجمع الفقہ الاسلامی گیارہواں اجتماع ۱۹۹۸ء نے اپنے فیصلہ میں عقدِ صیانۃ کے متعلق لکھا ہے: "عقد الصيانة هو عقد مستحدث مستقل تنطبق عليه الأحكام العامة للعقود . ويختلف تكييفه وحكمه باختلاف صوره، وهو في حقيقته عقد معاوضة يترتب عليه التزام طرف بفحص وإصلاح ما تحتاجه آلة أو أي شيء آخر من إصلاحات دورية أو طارئة لمدة معلومة في مقابل عوض معلوم. وقد يلتزم فيه الصائن بالعمل وحده أو بالعمل والمواد"[9]

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب نے "فقہ البیوع" میں عقدِ صیانۃ کے متعلق لکھا ہے: "لكن هناك التزام اخر في السوق اليوم باسم "الضمان الممدد" (Extended Warranty) وهو أن يمدد البائع مدة تصليح الجهاز من قبله فوق المدة المشروطة في العقد لقاء عوض مالي زائد، فمثلاً لو كانت المدة المشروطة في العقد لتصليح الجهاز من قبل البائع سنةً، فإن البائع يقول: "ادفع لي كذا، فأمدد المدة إلى سنة أخرى" فهذا ليس مما نحن فيه الأن من مسألة البيع بالشرط، وإنما هو عقد مستقل من عقود الصيانة وموضعه كتاب الإجارة"[10]

چنانچہ عقد الصیانہ کی بعض صورتیں عقد اجارہ، بعض عقد استصناع اور بعض بیع بالشرط کے تحت آتی ہیں؛ لیکن عقد صیانہ کے جائز ہونے کے لیے ضروری یہ ہے کہ عقدِ صیانۃ اس طرح متعین ہو کہ جہالت وغیرہ کی وجہ سے جھگڑے کا باعث نہ ہو، نیز اگر سامان وغیرہ کی ذمہ داری صائن (کنٹریکٹر) پر ہو تو واضح کر دیا گیا ہو، اور اجرت بھی معلوم و متعین ہو: "يشترط في جميع الصور أن تعين الصيانة تعيينا نافيا للجهالة المؤدية إلى النزاع،وكذلك تبيين المواد إذا كانت على الصائن، كما يشترط تحديد الأجرة في جميع الحالات"[11]

**دوسری صورت:** ایسا عقدِ صیانۃ جو مستقل ہو دوسرے عقد کے ساتھ جڑا ہوا نہ ہو اور جس میں عقد کرنے والا صرف اصلاح اور مرمت کا ذمہ لیتا ہے۔ مرمت اور سروس کے دوران لگنے والا سامان معقود علیہ نہیں ہوتا، بلکہ اس میں لگنے والا سامان مالک ہی کو دینا ہوتا ہے، اور یہ سروس متعینہ (مثلاً ہر ماہ) سے لازم ہو۔

**حکم:** عقد صیانہ کی یہ صورت عقد اجارہ میں داخل ہے کیوں کہ اس میں صیانت کا ذمہ لینے والا (سروس کنٹریکٹر) اصلاح و مرمت کا ذمہ لیتا ہے اور سروس (اجرت) متعین ہوتی ہے اور دوران سروس لگنے والا سامان مالک ہی کو دینا ہوتا ہے۔ سروس کنٹریکٹر اس صورت میں اجیر مشترک ہوتا ہے، یعنی معقود علیہ 'عمل' ہوتا ہے اور اس کو عمل کے بدلے اُجرت دی جاتی ہے۔ اس صورت میں یہ عقد جائز ہو گا۔ البتہ اس میں سروس کی کوئی مدت متعین نہیں ہے کہ کتنی بار ہو گی، لیکن سروس کی مقدار عموماً معروف و معلوم ہوتی ہے اور لوگوں میں اس کا تعامل ہے، اس لیے یہ جہالت خفیفہ ہو گی اور مفسد عقد نہ ہو گی۔ جیسا کہ مجمع الفقہ الاسلامی میں ہے: "عقد صيانة غير مقترن بعقد آخر يلتزم فيه الصائن بتقديم العمل فقط، أو مع تقديم مواد يسيرة لا يعتبر العاقدان لها حساباً في العادة. هذا العقد يكيف على أنه عقد إجارة على عمل، وهو عقد جائز شرعا، بشرط أن يكون العمل معلوما والأجر معلوما"[12] اسی طرح فتاویٰ ہندیہ میں یوں لکھا ہے: "الأجير المشترك من أن يكون عقده واردا على عمل معلوم ببيان عمله، والأجير الخاص من أن يكون العقد

واردا على منافعه، ولاتصير منافعه معلومة إلا بذكر المدة أو بذكر المسافة "[13] اسی طرح ردالمختار میں ہے:"وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال: أرجو أنه لا بأس به وإن كان في الأصل فاسدا لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز، فجوزوه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام"[14]

**تیسری صورت:** ایسا عقد (معاہدہ) جس میں صائن (سروس کنٹریکٹر) کی جانب سے عمل یعنی سروس، اصلاح ومرمت کے ساتھ ساتھ مشین یا شئ میں خراب ہونے والے پرزے اور آلات کے اپنے پاس سے لگانے کی ذمہ داری بھی لی گئی ہو تو اس صورت کا حکم کیا ہوگا؟ اس میں صفقۃ فی صفقۃ یا معقود علیہ کی جہالت تو لازم نہیں آئے گا؟

**حکم:** اگر اصلاح ومرمت کے ساتھ معاہدہ میں خراب ہونے والے پروزوں اور آلات کو اپنے پاس سے لگانے کی ذمہ داری سروس کنٹریکٹر پر عائد ہوتی ہو تو اس کی دو صورتیں ہوں گی:

1۔ اگر وہ پرزہ یا آلہ معمولی قسم کا ہو اور اس طرح کے سامانوں کے سروس کنٹریکٹر کے ذریعہ لگانے کا عرف بھی ہو تو یہ صورت جائز ہے۔

2۔ اگر اس طرح کا سامان نہیں بلکہ قیمتی سامان ہے تو سروس کنٹریکٹر پر اس کی ذمہ داری ڈالنا مفسد عقد ہوگا کیوں کہ یہاں معقود علیہ کے سلسلے میں جہالت ہے اور جہالت کی وجہ سے عقد میں فساد پیدا ہو جائے گا جو کہ ناجائز ہے۔ "وكذلك تعرف في العالم كله أن مشتري الثلاجات والأجهزة الكهربائية الأخرى يشترط على البائع بتصليحها كلما عرضها فساد في حدود مدة معلومة كالسنة فإن هذا الشرط جائز لشيوع التعامل به "۔[15] اسی طرح ردالمختار میں ہے:" واشتراط الورق عليه يفسدها، وأما اشتراط الحبر فلا"[16] الاشباہ والنظائر میں یوں لکھا ہے:" ومنها استئجار الكاتب، قالوا: الحبر عليه والأقلام والخياط قالوا: الخيط والإبرة عليه عملا بالعرف وينبغي أن يكون الكحل على الكحال للعرف، ومن هذا القبيل طعام العبد فإنه على المستاجر، بخلاف علف الدابة فإنه على المؤجر حتى لوشرط على المستاجر فسدت"[17]

**چوتھی صورت:** اگر یہ عقد اس طرح کیا جائے کہ معاہدہ کی متعینہ مدت میں صرف ضرورت پڑنے یا خرابی آنے پر ہی سروس ہوگی۔ اب کسی سروس کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اور کبھی ضرورت ہی نہیں پڑتی، مگر طے شدہ معاوضہ (سروس کنٹریکٹ فیس) ہر حال میں دینا ہوگا۔ اب اس صورت کا حکم کیا ہوگا؟ اس میں ایسا غرر یا جہالت تو نہیں ہے جو جوازِ عقد سے مانع ہو؟

**حکم:** اگر عقد صیانہ اس طرح کیا گیا ہو کہ متعینہ مدت میں صرف ضرورت پڑنے یا خرابی آنے کی صورت میں ہی سروس کنٹریکٹر کو سروس دینا ہوگی اور کسٹمر کو بہر صورت متعینہ رقم (سروس کنٹریکٹ فیس) دینا ہوگی خواہ اس دوران سروس ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، تو ایسی صورت جہالت اور غرر پر مبنی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگی کیوں کہ اس میں معقود علیہ کا وجود ہی یقینی نہیں ہے؛ ممکن ہے کہ سروس کی ضرورت پڑے یا نہ پڑے۔ جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:" نهى رسول الله ﷺ عن بيع الغرر، وبيع الحصاة"[18]

**پانچویں صورت:** عقد اجارہ میں مالک یا کرایہ دار پر صیانت عامہ اور عمومی دیکھ بھال (سروس، صفائی، دوران استعمال خراب ہونے والی چیزوں جیسے اے سی، پنکھے، لائٹ وغیرہ کی درستگی وغیرہ) کی شرط لگادی جائے، تو اس عقد کا کیا حکم ہوگا؟ بظاہر اس میں اجارہ اور شرط دونوں جمع ہو رہے ہیں۔ اور صیانت میں جن چیزوں کی شرط لگائی جاتی ہے وہ کبھی مجہول بھی ہوتی ہیں۔

**حکم:** بنیادی طور پر عقد بیع کی طرح اگر عقد اجارہ میں کوئی شرط لگادی جائے جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو تو اس سے اجارہ فاسد ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ علامہ شامیؒ نے لکھا ہے:"تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما أفسد البيع مما مر يفسدها كجهالة مأجور أو أجرة أو مدة أو عمل"[19]

لیکن مالک یا کرایہ دار صیانت اور دیکھ بھال مثلاً صفائی دیکھ بھال اور دوران استعمال ہونے والی چیزوں جیسے اے سی، پنکھے، لائٹ وغیرہ کی درستگی وغیرہ کی شرط لگانے کی صورت میں یہ بہ ظاہر اجارہ کے ساتھ شرط جمع ہو رہی ہے، لیکن اگر عرف و تعامل میں ایسا معاملہ کرنے کا رواج ہو تو ایسی صورت میں اجارہ کے فساد کا حکم نہیں ہو گا بشرطِ کہ جن چیزوں میں کی دیکھ بھال اور سروس کرنا وہ معلوم و متعین ہو اور جس حد تک سروس کرنا ہو وہ معروف ہو، جیسا کہ شامی میں ہے:"تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما أفسد البيع يفسدها كجهالة معذور وكشرط طعام عبد وعلف دابة (قوله) وكشرط طعام عبد وعلف دابة فی الظهيرية: استأجر عبدا وعلف دابة على أن يكون علفها المستأجر ذكرها في الكتاب أنه لا يجوز. وقال فقيه ابوالليث فی الدابة نأخذ بقول المتقدمين أما في زماننا فالعبد يأكل مما مال المستأجر عادة اه قال الحموي: أی فيصح اشتراطه"[20] اسی طرح **مجمع الفقہ الاسلامی** میں ہے:"الصيانة المشروطة في عقد الإجارة على المؤجر أو المستأجر. هذا عقد اجتمع فيه إجارة وشرط، وحكم هذه الصورة أن الصيانة إذا كانت من النوع الذي يتوقف عليه استيفاء المنفعة فإنها تلزم مالك العين المؤجرة من غير شرط، ولا يجوز اشتراطها على المستأجر، أما الصيانة التي لا يتوقف عليها استيفاء المنفعة، فيجوز اشتراطها على أي من المؤجر أو المستأجر إذا عينت تعينا نافيا للجهالة"[21] **فقہ البیوع** میں یوں لکھا ہے:"وكذلک تعرف فی العالم كله أن مشتري الثلاجات والأجهزة الكهربائية الأخرى يشترط على البائع بتصليحها كلما عرضها فساد في حدود مدة معلومة كالسنة فإن هذا الشرط جائز لشيوع التعامل به "[22]

**چھٹی صورت:** اس عقد کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ صیانت کرنے والے یعنی ٹھیکے دار اور مالک کے درمیان یہ معاہدہ ہوتا ہے کہ ہر مرتبہ میں عامل کے عمل اور مشین میں لگنے والے پارٹس کی ایک متعینہ رقم دی جائے گی، یعنی عامل ایک مرتبہ سامان کے ساتھ سروس کرے، تو اس کو اتنی متعینہ رقم ملے گی، قطع نظر اس کے کہ سروس میں کتنا وقت لگے گا یا اس میں کتنے کا سامان لگے گا۔

**حکم:** اگر سروس کنٹریکٹر اور مالک سامان کے درمیان ایسا معاہدہ ہو کہ سروس اور مشین میں لگنے والے سامان کی ایک متعینہ رقم (سروس فیس) مالک ادا کرے گا قطع نظر اس کے وقت سروس میں وقت کتنا لگے اور سامان کتنی قیمت کا لگے گا، عقد صیانہ کی یہ صورت جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں جہالت اور غرر پایا جاتا ہے، اس لیے کہ یہ معلوم نہیں کہ کتنے سامان کی ضرورت پڑے گی، یہ مجہول ہے اور اس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے جیسا کہ جامع الترمذی میں ہے:"نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الغرر و بيع الحصاة"[23]

**ساتویں صورت:** عقد صیانت کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ عقد صیانت کرنے والا یعنی عامل آلات اور پروگراموں کو اپ ڈیٹ کرنے کا ذمہ لیتا ہے کہ جب بھی متعین آلہ اور مشین سے متعلق کوئی نئی چیز اور نیا پروگرام آئے گا تو عامل اس کی تجدید کرے گا، شرعاً اس معاملہ کی کیا حیثیت ہو گی؟

**حکم:** عقد صیانت کی یہ صورت کہ سروس کنٹریکٹر آلات اور پروگراموں کو اپ ڈیٹ کرنے کا ذمہ لے کہ جب بھی متعین آلہ اور مشین سے متعلق کوئی نئی چیز اور نیا پروگرام آئے گا تو وہ اس کی تجدید کرے گا، اس میں کچھ تفصیلات واضح نہیں ہیں اور مذکورہ صورت میں اپ ڈیٹ کی سروس کے عوض کا ذکر نہیں ہے؛ لہذا اس صورت کی تنقیح کی ضرورت معلوم ہوتی ہے اور اس میں کئی صورتیں ہو سکتی ہیں:

ایک صورت یہ ہے کہ اگر آلہ اور مشین (مثلاً کمپیوٹر) میں کوئی نیا پروگرام آئے گا تو صائن اس کمپیوٹر کو اپ ڈیٹ کرے گا، یعنی سوفٹ ویئر میں تبدیلی ہوگی اور کوئی حسی سامان نہیں لگے گا۔ بعض معاملات میں مشین کی خریداری کے وقت یہ شکل ہوتی ہے کہ بائع مشین کو اپ ڈیٹ کرنے کی ذمہ داری بلا معاوضہ لیتا ہے، ایسی صورت میں یہ بائع کی طرف سے تبرع اور انعام ہے جو بلاشبہ جائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اپ ڈیٹ یا تجدید کا یہ عمل کسی متعین فیس کے عوض میں ہو تو یہ شکل بھی جائز معلوم ہوتی ہے؛ کیوں کہ مشینوں (مثلاً کمپیوٹر وغیرہ) کے اپ ڈیشن یا تجدید کی قیمت، دورانیہ وغیرہ کے سلسلے میں پیشگی اندازہ ہوتا ہے اور اس کا عرف بھی ہے۔ اس صورت میں جہالت خفیفہ مانع جواز نہیں ہونی چاہیے۔

اگر مشین کو اپ ڈیٹ کرنے سے مراد متعینہ عوض کے مقابل میں ہارڈ ویئر یا حسی سامان کی تبدیلی ہے تو اس صورت میں یہ عقد صیانت جہالت پر مبنی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگا۔ ہاں اگر صورت مذکورہ میں متعینہ مدت میں متعین آلات کی تبدیلی کا معاملہ ہو اور عرفاً ایسی تبدیلی کا تعامل اور رواج بھی ہو، تو صورت میں جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ مجمع الفقہ الاسلامی میں ہے:"يشترط في جميع الصور أن تعين الصيانة تعيينا نافيا للجهالة المؤدية إلى النزاع، وكذلك تبيين المواد إذا كانت على الصائن، كما يشترط تحديد الأجرة في جميع الحالات"[24]

**آٹھویں صورت:** آج کل یہ شکل بھی کثرت سے رائج ہے کہ عقد بیع میں یہ معاہدہ ہوتا ہے کہ متعینہ مدت میں اگر بیع خراب ہوتی ہے یا اس کو سروس کی ضرورت پیش آتی ہے، تو بائع اس کی سروس کرائے گا یا بدل کر دے گا اور اس کا کوئی معاوضہ الگ سے نہیں دینا ہوگا۔ اب سوال یہ ہے کہ عقد بیع کے ساتھ اس طرح کی شرط لگا کر فائدہ اٹھانا درست ہے یا نہیں؟

**حکم:** اگر عقد بیع کے ساتھ یہ معاہدہ ہو کہ بیع اگر متعینہ مدت میں خراب ہو جائے تو بائع بلا معاوضہ اس کو سروس کرائے گا یا بدل کر دے گا، اس کو تجارتی اصطلاح میں وارنٹی کہا جاتا ہے، یہ صورت ظاہری طور پر بیع کے ساتھ شرط لگانے کی معلوم ہوتی ہے، لیکن یہ بہ ظاہر بائع کی طرف سے تبرع اور احسان کی شکل ہے جو کہ جائز ہے۔ اگر اس کو شرط ہی مان لیا جائے تو بھی بیع میں ایسی شرط جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو وہ مفسد عقد کے خلاف نہیں ہے، لیکن اس صورت میں یہ شرط مقتضائے عقد کے خلاف نہیں ہے، اس لیے بھی یہ صورت جائز ہوگی۔ جیسا کہ شامی میں ہے:"(و) لا (بيع بشرط) عطف على إلى النيروز: يعني الاصل الجامع في فساد العقد بسبب شرط (لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لاحدهما أو) فيه نفع (لمبيع) هو (من أهل الاستحقاق) للنفع بأن يكون آدميا، فلو لم يكن كشرط أن لا يركب الدابة المبيعة لم يكن مفسدا كما سيجئ (ولم يجر العرف به و) لم (يرد الشرع بجوازه) أما لو جرى العرف به كبيع نعل مع شرط تشريكه أو ورد الشرع به كخيار شرط فلا فساد "[25]

اسی طرح مجمع الفقہ الاسلامی میں ہے:"الصيانة المشروطة في عقد البيع على البائع لمدة معلومة. هذا عقد اجتمع فيه بيع وشرط، وهو جائز سواء أكانت الصيانة من غير تقديم المواد أم مع تقديمها"[26] عقدِ صیانۃ عقدِ بیع کے ساتھ مشروط ہو کسی متعین مدت کے لیے اس عقد میں بیع اور شرط جمع ہو جاتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ خواہ اس میں صائن مطلوبہ سامان فراہم کرے یا نہ کرے۔

نتائج البحث:

1. عقدِ صیانۃ کا موجودہ زمانے میں رائج نہ ہونے اور بعینہٖ ماضی میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے علی الاطلاق کسی عقد جعالہ، عقد استصناع یا عقد مقادلہ وغیرہ کے تحت داخل کرنا مشکل ہے۔
2. عقدِ صیانۃ کی مختلف صورتوں کی وجہ سے حکم بھی یکساں نہیں ہوگا بلکہ مختلف ہوگا البتہ ضابطہ کے طور پر کہا جاسکتا ہے کہ عقد صیانہ کے جائز ہونے کے لیے ضروری ہے کہ یہ عقد اس طرح متعین ہو کہ جہالت وغیرہ کی وجہ سے جھگڑے کا باعث نہ ہو۔ اسی طرح اس میں دوسرا کوئی عقد داخل نہ ہو اور نہ اس کے ساتھ مشروط ہو۔
3. اسلامی فقہ کی روایتی کتب میں اس کی تعریف نہ ملنے کی وجہ سے اس عقد کی معاصر علمائے کرام نے اصلاحی تعریف اور اس کے متعلق اپنی آراء ذکر فرمائی ہیں۔
4. عقدِ صیانۃ نہ علی الاطلاق جائز ہے نہ ہی ناجائز بلکہ بعض صورتوں میں جائز اور بعض میں ناجائز ہے۔
5. عقدِ صیانۃ کی حقیقت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر جہالت کے اعتبار سے غرر کا پہلو موجود ہے اور عقدِ صیانۃ کا سب سے بنیادہ پہلو یہی ہے کہ اس کے اندر جہالت بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

**حوالہ جات(References)**

[1] افریقی، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، دار صادر – بیروت، طبع: سوم، 1414ھ، 13/250

Afrīqī, Muḥammad bin Mukarram bin Alī, lisān al 'Arab, (Beirūt: Dār Ṣādir, 3rd Edition, 1414 A.H), 13/250

[2] فراہیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، مؤسسۃ دار الھجرہ، ایران، طبع: دوم، 1410ھ، 7/157

Farāhidī, Kahīl bin Aḥmad, Kitāb al 'Ayn, (Iran: Mo'assasah Dār al Hijrah, 2nd Edition), 7/157

[3] لویس معلوف، المنجد، خزینہ علم وادب الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور، ص:489

Luways Ma'lūf, Almunjid, (Lahor: Khazīnah 'ilm wa Adab Al Karī m Markit Urdu Bazar), P:489

[4] ڈاکٹر یوسف قاسم، تطبیقات الاجارۃ والجعالۃ علی عقود الصیانۃ، (فی الدورۃ الحادیۃ عشر لمجمع الفقہ الاسلامی العالمی)، طبع: اول، 1419ھ، ص:6

Dr. Yūsuf Qāsim, Taṭbīqāt al Ijārah wal Ji'ālah 'Alā 'Uqū al Ṣiyānah, (Fī al Dawrah al Ḥādiyah 'Ashar li Majm' al Fiqh al Islāmī al 'Alamī), 1st Edition, 1419 A.H, P:6

[5] ڈاکٹر صدیق محمد الامین الضریر، عقود الصیانۃ وتکییفھا الشرعی، (فی الدورۃ الحادیۃ عشر لمجمع الفقہ الاسلامی العالمی)، طبع: اول، 1419ھ/1998م، ص:3

Dr. Ṣadīq Muḥmmad al Amīn al Ḍarīr,'Uqū al Ṣiyānah wa Takfīhā al Shar'ī, (Fī al Dawrah al Ḥādiyah 'Ashar li Majm' al Fiqh al Islāmī al 'Alamī), 1st Edition, 1419 A.H/ 1998 A.D, P:3

[6] ڈاکٹر منذر قحف، عقود الصیانۃ، (فی الدورۃ الحادیۃ عشر لمجمع الفقہ الاسلامی العالمی)، طبع: اول، 1419ھ/1998م، ص:3

Dr. Mundhir Qaḥf, 'Uqū al Ṣiyānah, (Fī al Dawrah al Ḥādiyah 'Ashar li Majm' al Fiqh al Islāmī al 'Alamī), 1st Edition, 1419 A.H/ 1998 A.D, P:3

[7] بابرتی، اکمل الدین، العنایہ شرح الھدایہ، دار الفکر، 9/120

Bābartī, Akmal al Dīn, Al 'Ināyah Sharḥ al Hidāyah, (Dār al Fikr), 9/120

[8] ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند احمد، مؤسسۃ الرسالہ، طبع: اول، 1421ھ/2001م، حدیث نمبر: 3783، 6/324

Ibn Ḥambal, Aḥmad bin Muḥammad, Musnad Aḥmad, (Mo'assasah al Risālah, 1st Edition, 1421 A.H /2001 A.D), Ḥadith No:3783. Ī

9 مجمع الفقہ الاسلامی، 11/448

Majm' al Fiqh al Islāmī al 'Alamī), 11/448

10 مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب، فقہ البیوع، مکتبہ معارف القرآن-کراچی، 1، 2015/501

Mawlānā Muftī Taqī 'Uthmānī Ṣāḥib, Fiqh al Buyū', (Karachi: Maktabah Ma'rif al Qurān, 2015 A.H), 1/501

11 مجمع الفقہ الاسلامی، 11/448

Majm' al Fiqh al Islāmī al 'Alamī), 11/448

12 ایضًا

Ibid

13 الفتاوی الھندیہ، دار الفکر، طبع: دوم، 1310ھ، 4/500

Al Fatāwā al Hindiyyah, (Dār al Fikr), 2nd Edition, 1310 A.H, 4/500

14 ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر-بیروت، طبع: دوم، 1412ھ، 6/63

Ibn ābidīn, Muḥammad Amīn bin 'Umar, Rad al Muḥtār 'alā al Dur Muḥtār, (Beirūt: Dār al Fikr, 2nd Edition, 1412 A.H), 6/63

15 فقہ البیوع، 1/501

Fiqh al Buyū', 1/501

16 رد المحتار علی الدر المختار، 6/17

Rad al Muḥtār 'alā al Dur Muḥtār, 6/17

17 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت-لبنان، طبع: اول، 1419ھ/1999م، 1/81

Ibn Najīm, Zain al Dīn bin Ibrāhīm, Al Ashbāh wal Naẓā'ir, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1st Edition: 1419 A.H – 1999 A.D), 81/1.

18 ابو عیسی، محمد بن عیسی ترمذی، سنن ترمذی، باب ماجاء فی کراہیۃ بیع الغرر، حدیث نمبر: 1230، دار الغرب الاسلامی-بیروت، 1998م، 2/523

Abū Esā, Muḥammd bin Esā Tirmidhi, Sunan Tirmidhi, (Beirūt: Dār al Gharb al Islāmī, 1998 A.D), Ḥadith No:1230, 2/523

19 رد المحتار علی الدر المختار، 6/46

Rad al Muḥtār 'alā al Dur Muḥtār, 6/46

20 ایضًا، 6/46-47

Ibid

21 مجمع الفقہ الاسلامی، 11/448

Majm' al Fiqh al Islāmī al 'Alamī), 11/448

22 فقہ البیوع، 1/501

Fiqh al Buyū', 1/501

23 سنن الترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراہیۃ بیع الغرر، حدیث نمبر: 2، 1230/523

Sunan Tirmidhi, Ḥadith No:1230, 2/523

24 مجمع الفقہ الاسلامی، 11/488

Majm' al Fiqh al Islāmī al 'Alamī), 11/448

25 رد المحتار علی الدر المختار، 5/84

Rad al Muḥtār 'alā al Dur Muḥtār, 5/84

26 مجمع الفقہ الاسلامی، 11/448

Majm' al Fiqh al Islāmī al 'Alamī), 11/448